ماموری کی جماعتوں کی طرح جماعت احمدیہ کو بھی ابتلاؤں میں سے گزرنا پڑے گا

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ رمئی ۱۹۷۴ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات قرآنیہ تلاوت فرمائیں:-

صٓ وَ الْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ ۝ (صٓ: ۲)

ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا ؕ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِیْ ۚ بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ ۝ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ۝ (صٓ: ۹، ۱۰)

فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِیَ بِالْحَقِّ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ (المؤمن: ۷۹)

پھر حضور انور نے فرمایا:-

قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک جب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذکر و ہدایت اور نصیحت کی باتیں (خواہ شریعت اور ہدایت سے تعلق رکھنے والی ہوں یا شریعت و ہدایت کی یاددہانی کے طور پر ہوں) خدا تعالیٰ کے انبیاء اور ماموری کی بعثت کے ذریعہ دُنیا میں نازل ہوتی ہیں اُس وقت

وہ دُنیا جس کی طرف کوئی نبی یا مامور مبعوث ہوتا ہے دو گروہوں میں منقسم ہو جاتی ہے ایک گروہ ایمان لے آتا ہے ایک گروہ انکار کرتا ہے۔ جو گروہ انکار کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی اس سنت کا مشاہدہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں ایک عرصہ تک ڈھیل دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں ہم یہ نظارہ دیکھتے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ انبیاء کی بعثت اور مامورین کا آنا دُنیا کی بھلائی اور دُنیا کی خیر خواہی کے لئے ہے تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کریں چونکہ یہ غرض ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی گرفت فوری طور پر نہیں آتی جو دوسرے جو ایمان لانے والے ہیں ان کی تربیت اور امتحان مقصود ہوتا ہے اور مُنکرین کو یہ بتانا مقصود ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والوں اور نبیوں پر ایمان لانے والوں کی تربیت ہی اس رنگ میں کی جاتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر اُس کی رضا کے حصول کے لئے ہر قسم کی قربانیاں دینے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ پس چونکہ مُنکرین کی بھی خیر خواہی مقصود ہوتی ہے اور چونکہ مومنین کا امتحان مقصود ہوتا ہے اس لئے فوری طور پر اللہ تعالیٰ کی گرفت نازل نہیں ہوتی کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ فوری طور پر مُنکرین کو پکڑے اور ان پر عذاب نازل کر دے تو پھر توبہ کا موقع جو اُنہیں میسّر آ سکتا تھا اُس سے وہ محروم ہو جاتے ہیں۔

اب دیکھو سب سے عظیم اور افضل اور آخری اور کامل اور مکمل شریعت لانے والے محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قریش مکّہ نے جس قسم کی حرکتیں کیں اور جس قسم کے شیطانی منصوبے بنائے اور جس قسم کے انتہائی دُکھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہ کو دیئے ان کی گرفت پر بھی ایک لمبا عرصہ لگا وہ فوری طور پر نہیں پکڑے گئے۔ پھر جب گرفت ہوئی تو سب نہیں پکڑے گئے بلکہ کچھ پکڑے گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وہ زمانہ جس میں آپ اپنے وصال سے قبل صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت میں مصروف تھے اس وقت کا نقشہ یہ ہے کہ سوائے گنتی کے چند مومنوں کے اہل مکّہ کی بڑی بھاری اکثریت انتہائی مخالفت اور ظلم کرنے پر تُلی ہوئی تھی۔ پھر ایک عرصہ کے بعد جب عذاب آیا اور ان کو اللہ تعالیٰ نے جھنجھوڑا اور اللہ تعالیٰ کا قہران پر نازل ہوا تو اگرچہ بدر کے میدان میں چوٹی کے سرداران قریش میں سے بہتوں کے سر کاٹ دیئے گئے کیونکہ انہوں نے تلوار کے ذریعہ اسلام کو مٹانا چاہا

اور تلوار کے ذریعہ ہی اللہ تعالیٰ نے اُن کی ہلاکت کا ان پر عذاب نازل کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ درست ہے لیکن یہ بھی درست ہے کہ مخالفین کی جو تعداد تھی اُس کا وہ شاید آٹھ فی صد یا پانچ فی صد بھی نہ ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے چونکہ ان لوگوں کی خیر خواہی کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت فرمائی تھی جس طرح ہر نبی اور مامور کی بعثت ہوتی ہے۔ ان کو ڈھیل دی گئی اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے ایک لمبے عرصہ کی گمراہی اور اندھیروں میں بھٹکنے کے بعد ان کے لئے ہدایت اور روشنی کے سامان پیدا کئے اور وہ ایمان لائے۔ پھر جو باقی بچے ان میں سے اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہ فتح مکّہ کے وقت سب ایمان لے آئے اور ان میں خدا تعالیٰ نے بڑا اخلاص پیدا کیا اور بعد میں جو خلافت راشدہ کے زمانہ میں اس وقت کی دو بڑی طاقتوں کے خلاف مسلمانوں کو اس لئے لڑنا پڑا کہ وہ حملہ آور ہوئے تھے اور اسلام کو مٹانے کے منصوبے بنا رہے تھے اُس زمانہ میں میدان جنگ میں انہوں نے اس قسم کی مخلصانہ قربانیاں دی ہیں کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

پس اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے معاً بعد خدا تعالیٰ کے قہر کی گرفت اہل مکّہ پر ہو جاتی تو یہ مخلصین ہدایت ملنے سے پہلے ہی دوزخ کا ایندھن بن جاتے۔ نبی کی بعثت ہلاکت کے لئے نہیں ہوتی۔ ہلاکت کا سامان تو مخالف خود اپنے ہاتھ سے پیدا کرتا ہے وہ تو بھلائی اور خیر خواہی کے لئے آتا ہے اور جنتوں کے دروازے ان کے لئے کھولنے آتا ہے لیکن بعض بدبخت قبل اس کے کہ ان کو ہدایت ملے اللہ تعالیٰ کی ہلاکت کی گرفت میں آ جاتے ہیں اور بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو ایک لمبا عرصہ کی مخالفت کے بعد ایمان کی دولت سے متمتع ہوتے ہیں ایمان لاتے ہیں اور پھر ان کے دل میں اخلاص پیدا ہوتا ہے۔ وہ اخلاص قربانیوں کی شکل میں ہمارے سامنے آتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے نتیجہ میں اس کی جنتوں کے وارث ہو جاتے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں بھی جو میں نے مختلف مقامات سے لی ہیں۔ تین آیات سورۃ صٓ کی ہیں اور ایک سورۃ مومن کی ہے جو ایک مضمون کی کڑیاں ہیں وہ میں نے یہاں ملائی ہیں۔ یہاں یہی بتایا گیا ہے کہ جب مخالفت شروع ہوتی ہے خدا تعالیٰ کے نبی یا مامور کی تو اس وقت ڈھیل دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ چونکہ ہم

ڈھیل دیتے ہیں اس کے نتیجہ میں تم یہ سمجھتے ہو کہ خدا تعالیٰ وھّاب تو ہے مگر عزیز نہیں ہے اور شوخیوں میں بڑھ جاتے ہو۔ ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے بعثت نبوی اور مخالفانہ منصوبوں اور عذاب کے درمیان اپنی حکمت کاملہ سے ایک فاصلہ رکھا ہوتا ہے۔ ایک زمانہ گذرتا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی قہری گرفت پکڑتی ہے۔ چونکہ ابھی عذاب کا وقت نہیں آیا ہوتا اس لئے شوخیوں میں یہ آگے بڑھ رہے ہوتے ہیں اور چونکہ اس زمانہ میں دنیوی حسنات بھی ان کو مل رہی ہوتی ہیں اس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے انہی کو ’’خَیۡر‘‘ دی گئی ہے (اور وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں بہت بزرگ ہیں) اور دُنیا کی حسنات اور دُنیا کی دولتیں جو انہیں دی گئی ہیں وہ اس لئے دی گئی ہیں کہ ان کے ذریعہ سے آگے تقسیم ہوں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَمۡ عِنۡدَهُمۡ خَزَآئِنُ رَحۡمَةِ رَبِّكَ اُن کی ذہنیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانے صرف اُن کے پاس ہیں کیونکہ جو متبعین ہیں وہ غربت کی حالت میں ہوتے ہیں وہ کسمپرسی کی حالت میں ہوتے ہیں وہ دھتکارے ہوئے ہوتے ہیں اور جو منکرین ہیں ان میں سے اکثر دولت اور اقتدار کے لحاظ سے بڑے بلند دنیوی مقام پر فائز ہوتے ہیں اس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانے صرف انہی کو مل سکتے ہیں اور دوسروں کو نہیں مل سکتے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ جو خزانوں کا دینے والا ہے وہ عزیز بھی ہے۔ اور وہ وھّاب بھی ہے۔ یہ لوگ خدائے وھّاب کی رحمتوں سے جب حصہ لیتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ عزیز نہیں اور اُس کے مقرب بندے کے مقابلہ میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ وہ خدا عزیز بھی ہے اور جب خدا تعالیٰ کا غالب ہاتھ قہر کا طمانچہ لگاتا ہے تو پھر وہ مایوس ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ خدا وھّاب نہیں لیکن مومن خدا تعالیٰ کو وھّاب بھی سمجھتا ہے اسی لئے اس کی راہ میں قربانیاں دے رہا ہوتا ہے اُسے معلوم ہے کہ جو ہم قربانیاں دیں گے خدا تعالیٰ کسی کا قرض نہیں رکھتا اُن قربانیوں سے ہزاروں گُنا بلکہ بے شمار گُنا واپس (اسی دُنیا میں بھی) کرتا ہے لیکن جو اس کے مقابلے میں اُخروی زندگی کے معاملات ہیں ان کا تو کوئی مقابلہ ہی نہیں۔ اس زندگی اور یہاں کی حسنات اور یہاں کی لذتوں اور یہاں کے آراموں سے بہرحال وہ وھّاب خدا کا عرفان بھی رکھتے ہیں لیکن اس حالت میں وہ

خدا تعالیٰ سے ڈرتے بھی رہتے ہیں۔ اُسے عزیز بھی جانتے ہیں۔ اُن کے دل میں تکبّر اور غرور نہیں پیدا ہوتا لیکن جو مُنکر ہے جس وقت خدا تعالیٰ کی رحمت کا سلوک امتحان کے طور پر اس دُنیا میں ابتدائے مخالفت میں اس کے ساتھ کیا جاتا ہے تو وہ خدائے وھّاب کو تو پہچانتے ہیں لیکن وہی اللہ جس کی دوسری صفت العزیز بھی ہے اس کو پہچانتے نہیں اور جب خدائے عزیز کی گرفت میں آ جاتے ہیں پھر یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے لئے خدا تعالیٰ کی رحمت کا کوئی جلوہ اب ظاہر نہیں ہوگا۔ جیسا کہ وہ واقعہ آتا ہے (میں مختصراً بیان کروں گا) حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر تلوار لے کر ایک شخص حملہ آور ہوا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جب اُس نے پوچھا کہ اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچانے والا ہے؟ آپ نے فرمایا میرا خدا۔ اور اُس پر اتنا رُعب طاری ہوا کہ تلوار اُس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور جس وقت تلوار اس کے ہاتھ سے گری تو آپ نے اپنی تلوار ہاتھ میں لے کر اُس سے پوچھا تمہیں اب میرے ہاتھ سے کون بچانے والا ہے؟ کہنے لگا آپ ہی رحم کر دیں۔ وہ یہ سمجھا ہی نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اگر اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت کے ذریعہ بچانے والا ہے تو اُسے بھی خدا ہی بچانے والا ہے تو جو سبق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس شخص کو سکھانا چاہتے تھے وہ اس نے نہیں سیکھا اور اشارہ نہیں سمجھا۔

پس مخالفین جب رحمت کا جلوہ دیکھتے ہیں تو مخالفت میں تیزی دکھاتے ہیں اور جب خدا تعالیٰ کا عذاب چکھتے ہیں تو اس وقت یہ بُھول جاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ وھّاب بھی ہے۔ اُس کی رحمتوں کے جلوے بھی انسان پر آتے ہیں اور نبی کی تو بعثت ہی اس لئے ہوتی ہے کہ رحمت کے جلوے انسان دیکھے تو ان کا ایک حصہ عذاب کے وقت بھی اس طرف توجہ نہیں دیتا۔ قرآن کریم نے کہا ہے کہ عذاب بار بار آتا ہے کچھ لوگ عذاب کی شکل میں آنے والے پہلے ہی امتحان میں کامیاب ہو جاتے ہیں کچھ دوسرے جھٹکے میں ہو جاتے ہیں کچھ تیسرے جھٹکے میں ہو جاتے ہیں اور کچھ لوگ آخری وقت تک انتظار کرتے اور اُن کا ایک حصہ سَيُهۡزَمُ الۡجَمۡعُ وَ يُوَلُّوۡنَ الدُّبُرَ ۝ (القمر: ۴۶) کے نظارے دیکھتا اور پھر وہ فتح مکہ کی شان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دیکھتا ہے وہاں وہ مارا جاتا ہے اور یہاں وہ کہتا ہے

کہ آپ ہمیں معاف کر دیں۔ فتح مکّہ میں ایسا ہی ہوا۔ یہ نہیں کہا کہ ہم خدا تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور وہ ہمیں معاف کر دے گا انہوں نے کہا کہ آپ ہم پر رحم کریں اور اسی واسطے اُن کے بعض سرداروں کو بنانے کے لئے کہ اللہ تعالیٰ کتنا رحم کرنے والا ہے۔ میں تو اس کا ایک کارِندہ ہوں اور اُس کے حکم سے کرتا ہوں جو کرتا ہوں۔ اُن سے کہا اچھا تمہارے گھر میں جو داخل ہو جائے گا اُس کو ہم پناہ دیں گے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دو گروہ ہو جاتے ہیں۔ ایک مومنوں کا گروہ ہے۔ ایک کافروں کا گروہ ہے۔ جو کافر ہیں وہ انکار کرتے ہیں اور حقیقتاً اس لئے انکار نہیں کرتے کہ وہ اُس نبی کے مُنکر ہیں اور پہلوں کے وہ ماننے والے ہیں بلکہ ایک زمانہ گذرنے کے بعد حقیقت یہ ہے کہ قصے رہ جاتے ہیں اور حقیقی ایمان دل میں نہیں ہوتا کیونکہ اگر حقیقی ایمان ہو تو نئے آنے والے پر بھی فوراً ایمان لے آئیں کیونکہ وہی سلوک جو پہلوں سے تھوڑا یا بہت اللہ تعالیٰ کا ہوا وہی سلوک بعد میں آنے والے سے ہوا۔ اب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے انتہائی پیار کیا۔ اس میں شک نہیں لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ پہلے انبیاء سے بھی اللہ تعالیٰ نے پیار کیا۔ ان کے حالات کے مطابق ان کے ذریعہ جو ذمہ داریاں اُن کی اُمّت کی اُن پر ڈالی گئی تھیں اس کے مطابق پیار کیا لیکن جس نے انتہائی قربانی اپنے پیدا کرنے والے رب کے حضور پیش کی اور جو انتہائی محبت اور عشق کے مقام پر پہنچا اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انتہائی تعلق اور محبت اور پیار کا سلوک کیا لیکن اس کا جو خاکہ بنتا ہے اور جو تصویر بنتی ہے وہ شروع سے ایک ہی ہے کہ خدا تعالیٰ کا پیار نبی اور اس کے ماننے والوں کو حاصل ہوتا ہے۔ آدم سے لے کر اس وقت تک ہم نے یہی دیکھا۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کو شک ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ذِکر نازل بھی ہوتا ہے یا نہیں اور اس شک کی وجہ سے وہ آنے والے کو بھی نہیں مانتے اور حقیقت یہ ہے کہ بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ (صٓ:۱۰) اُس وقت تک یہ مخالفت کرتے رہیں گے منصوبے بناتے رہیں گے، تکالیف دیتے رہیں گے۔ ناکام کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے جب تک اللہ تعالیٰ کی صفتِ عزیز کا جلوہ گرفت کی صورت میں نہیں دیکھیں گے اور اس عرصہ میں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی رحمت کے خزانے صرف ان کو دیئے گئے ہیں اور مومنین کو وہ نہیں مل سکتے۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے مومن کو اللہ تعالیٰ ابتلا میں ڈالتا ہے ایک تو اس کا یہ امتحان لیتا ہے کہ جو تربیت خدا تعالیٰ کے نبی اور مامور کے ذریعہ سے اس کی کی گئی ہے وہ تربیت اُس نے حاصل کی یا نہیں۔ دوسرے دُنیا کو یہ بتانا ہوتا ہے کہ دیکھو میرے بندے میری خاطر دنیا کا ہر ظلم سہنے کے لئے تیار ہیں لیکن مجھ سے بے وفائی کرنے کے لئے تیار نہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے پیاروں کا یہ نظارہ دنیا کو دکھانا چاہتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب عذاب کی شکل میں اس کا حکم نازل ہوتا ہے تو اُس وقت مومن بھی اور کافر بھی اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ سب سے زیادہ گھاٹا پانے والے وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی آواز پر لبیک نہیں کہتے اور اُس کے مامورین اور اُس کے انبیاء کو جھٹلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مختلف پیراؤں میں یہ مضمون قرآن کریم میں بیان کیا اور ہمارے سامنے رکھا ہے۔ ماننے والوں کو خدا نے حکم دیا ہے کہ جلدی نہ کرنا اور جو تمہیں دُکھ پہنچانے والے تم پر ظلم کرنے والے تمہیں ہلاک کرنے کی تدابیر کرنے والے تمہیں بے عزت کرنے والے تمہیں حقیر سمجھنے والے ہیں اُن کے لئے دعائیں کرو۔ اُن کے لئے یہ دعا کرو کہ وہ عظیم نعمت جو اللہ تعالیٰ کے پیار کی شکل میں تم نے دیکھی اور اس سے مخالف محروم رہے اللہ تعالیٰ اُن کے لئے بھی یہ سامان پیدا کرے۔

ہماری جماعت اِس وقت مہدی اور مسیح علیہ السلام کی جماعت ہے اور وہ احمدی جو یہ سمجھتا ہے کہ ہمیں دُکھ نہیں دیئے جائیں گے ہم پر مصیبتیں نازل نہیں کی جائیں گی، ہماری ہلاکت کے سامان نہیں کئے جائیں گے ہمیں ذلیل کرنے کوششیں نہیں کی جائیں گی اور آرام (کے) ساتھ ہم آخری غلبہ کو حاصل کرلیں گے وہ غلطی خوردہ ہے اُس نے اُس سنّت کو نہیں پہچانا جو آدمؑ سے لے کر آج تک انسان نے خدا تعالیٰ کی سنت پائی۔ ہمارا کام ہے دعائیں کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ کام ہے کہ جس وقت وہ مناسب سمجھے اُس وقت وہ اپنے عزیز ہونے کا اپنے قہّار ہونے کا جلوہ دکھائے اور کچھ کو ہلاک کردے اور بہتوں کی ہدایت کے سامان پیدا کردے۔ دیکھو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مثال ابھی میں نے آپ کے سامنے رکھی ہے جو مخالف تھے اُن میں کتنے فی صد خدا تعالیٰ کے قہر کا نشانہ بنے؟ اور مارے گئے؟ بہت کم۔ باقیوں کے لئے وہ عذاب جو بار بار مختلف شکلوں میں آتے تھے وہ ان کے لئے عبرت کا

موجب بنے اور ہدایت کا ذریعہ بن گئے۔

پس ہمارا کام اپنے لئے یہ دعا کرنا ہے کہ جو ہمیں دوسروں کے لئے دعائیں کرنے کی تعلیم دی گئی ہے کہیں ہم اس کو بُھول نہ جائیں۔ ہمارا کام غُصّہ کرنا نہیں۔ ہمارا کام غُصّہ پینا ہے ہمارا کام انتقام اور بدلہ لینا نہیں ہمارا کام معاف کرنا ہے ہمارا کام دعائیں کرنا ہے اُن کے لئے جو ہمارے اشدّ ترین مخالف ہیں کیونکہ وہ پہچانتے نہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہیں اور اُس کے پیار کی راہوں سے وہ بھٹک گئے ہیں یہ ہمارا کام ہے اور جس وقت اللہ تعالیٰ ایک لمبے سلسلہ کے بعد جو صفتِ عزیز کے جلووں کا سلسلہ ہے یعنی کبھی کہیں تھوڑی گرفت ہوتی ہے اور کسی اور مقام پر اور کسی اور زمانہ میں زیادہ سخت گرفت ہوتی ہے ان سب کا نچوڑ یہ ہے کہ دو چار فیصد لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں لیکن باقیوں کے لئے ہدایت کا سامان پیدا ہو جاتا ہے آخر خلافت راشدہ میں اسلامی مہم میں کتنی وسعت پیدا ہو گئی تھی اور جہاں جہاں اسلام کا اثر ونفوذ پھیلا کسریٰ کے ساتھ لڑائیوں میں ایران کے باشندوں میں سے ایسا تو نہیں ہوا کہ نوّے فیصد لوگ مارے گئے ہوں یہ بھی نہیں کہ اِن میں سے پانچ فیصد ہلاک ہوئے ہوں۔ میرا خیال ہے کہ شاید ایک فیصد بھی ہلاک نہ ہوئے ہوں لیکن یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن پر اپنی گرفت کے جلوے اپنے عزیز ہونے کے جلوے ظاہر کئے اور ان کے لئے ہدایت کا سامان پیدا کر دیا اور ان کی بھاری اکثریت مسلمان ہوئی۔ پھر ان لوگوں نے بڑے اخلاص کا مظاہرہ کیا اور انہوں نے اپنی قوّتوں اور استعدادوں کو اللہ کی راہ میں وقف کر دیا تھا۔ سپین کے فاتحین موسیٰ اور طارق بھی جہاں تک مجھے یاد ہے ایران سے وہاں گئے ہوئے تھے اور اُن لڑائیوں میں غلام بن کر آئے تھے وہ جنگی قیدی تھے پھر اسلام کے اندر ان کی تربیت ہوئی پھر ان کی جتنی ذہنی طاقتیں اور استعدادیں تھیں وہ اسلام کے لئے وقف ہو گئیں اور اپنا کچھ باقی نہ رہا اور انہوں نے اطاعت امام کا اعلیٰ نمونہ قائم کیا حالانکہ ان کے زمانہ میں تو خلافت نہیں تھی ملوکیّت آ گئی تھی لیکن پھر بھی اسلام کے نظام کی اطاعت کے لئے انہوں نے اپنی غلط فہمی کے نتیجہ میں جو سزائیں دی تھیں اُس سلسلہ میں انہوں نے اپنی جانیں تک قربان کر دیں لیکن اسلام سے جو انہیں پیار اور محبت تھی اس پر انہوں نے حرف نہیں آنے دیا۔ بہرحال

یہ دوسری باتیں ہیں مجھے جو فکر رہتی ہے وہ یہ ہے کہ احباب جماعت میں نئے آئے ہوئے بھی ہیں۔ ان کو کہیں اپنے مخالف کے خلاف اس قسم کا غُصّہ نہ آئے کہ جس کی اجازت ہمیں ہمارے رب نے نہیں دی۔ خدا تعالیٰ نے کہا ہے میری خاطر تم ظلم سہو میں آسمانی فرشتوں کو بھیجوں گا تا کہ تمہاری حفاظت کریں۔ اب ظاہر ہے اور موٹی عقل کا آدمی بھی یہ جانتا ہے کہ اگر کسی فرد پر کوئی دوسرا فرد حملہ آور ہو اور جس پر حملہ کیا گیا ہے اس کو اپنے دفاع کے لئے ان دو چار ہتھیاروں میں سے جو میسّر ہیں کسی ایک ہتھیار کے منتخب کرنے کا موقع ہو تو عقل کہتی ہے کہ اُس کے نزدیک جو سب سے زیادہ مضبوط اور مؤثر ہتھیار ہوگا وہ اسے منتخب کرے گا تو اگر ہماری عقل یہ کہتی ہے کہ ایک مومن کی عقل کو یہ فیصلہ کرنا چاہیئے کہ اگر دُنیا کے سارے دلائل بھی ہمارے پاس ہوں اور ان کے ساتھ ہم اپنے مخالف کا مقابلہ کریں تو ہماری اس تدبیر میں وہ قوت اور طاقت نہیں جو ان فرشتوں کی تدبیر میں ہے جنہیں اللہ تعالیٰ آسمان سے بھیجے اور کہے کہ میرے بندوں کی حفاظت کرو اور اُس کی خاطر مخالفین سے لڑو۔ پس جب یہ بات ہے تو ہماری عقل کہتی ہے کہ ہمیں کمزور ہتھیار سے اپنے مخالف کا مقابلہ نہیں کرنا چاہیئے۔ جب ہمیں ایک مضبوط ہتھیار بھی میسّر آ سکتا ہے اور آ رہا ہے تو ہمارے خدا نے ہمیں یہ کہا کہ تمہارا کام ہے دعائیں کرنا اور میرا کام ہے (۱) تم سے قربانیاں لینا تا کہ تم میرے فضلوں کے زیادہ سے زیادہ وارث بن جاؤ اور (۲) تمہاری اجتماعی زندگی کی حفاظت کرنا۔ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے اور اس کے بعد ہمیں اپنے غصّے نہیں نکالنے چاہئیں۔ تمہارا کام ہے دعائیں کرو۔

گالیاں سُن کر دُعا دو پا کے دُکھ آرام دو

(درثمین صفحہ ۱۴۴)

جہاں کہیں تمہیں کوئی تکلیف دینے والا ہے وہاں خود سوچو کہ کوئی ایسی صورت نہیں ہو سکتی کہ ہم اس کی کسی تکلیف کو دور کر کے اللہ تعالیٰ کے اس حُکم کو ماننے والے ہوں۔ اب یہاں بھی ہماری بڑی مخالفت ہوتی رہتی ہے لیکن اجتماعی طور پر احمدیوں کے دلوں کی کیفیت یہ ہے کہ ہمیں ہر وقت یہ فکر رہتی ہے کہ کہیں ہمیں کوئی ایسا انسانی دُکھ ملے جس کو ہم دُور کر سکیں تو اس کو دُور کرنے کی کوشش کریں۔ اب اخبار میں ایک دن یہ خبر آئی کہ دریائے سندھ نے اپنے

بہاؤ کا رُخ موڑا ہے اور پچاس گاؤں اُس کی زد میں آ گئے ہیں اور لوگ بڑی تکلیف میں ہیں اور ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں (میں ایک مثال دے رہا ہوں ہماری کیفیت یہی رہنی چاہیئے۔ اسی میں برکت ہے) میں نے خدام الاحمدیہ کو کہا کہ وہاں آدمی بھجو اور پتہ لو کہ اُن کو کس چیز کی ضرورت ہے تا کہ ہم ان کی ضرورتیں پوری کریں۔ ہمارے دو نوجوانوں کا وفد وہاں گیا اور انہوں نے وہاں سارے حالات کا جائزہ لیا اور ایک مفصل رپورٹ اپنے دفتر میں پیش کی وہ مجھے بھجوائی گئی ہمیں پتہ لگا کہ وہ لوگ تکلیف میں تو ہیں لیکن اس تکلیف کو ہم جماعتی طور پر دُور نہیں کر سکتے حکومت دور کر سکتی ہے میں نے دفتر کو کہا ہے کہ ''مساوات'' کو جس نے یہ خبر دی تھی لکھو کہ ہم نے خدام بھیجے تھے اُن کی یہ رپورٹ ہے اور ان کی تکلیف حکومت کے سوا اور کوئی ذریعہ دُور نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ان کی تکلیف یہ ہے کہ اس علاقہ میں بڑے بڑے زمیندار ہیں اور یہ جو بیچارے غریب کسان ہیں ان کا پچھلے سال کے سیلاب میں بھی نقصان ہوا مکانات گر گئے۔ اب پھر ان کے مکانات گر گئے ہیں اور بڑے زمیندار ان غریبوں کو کوئی اونچی جگہ دینے کے لئے تیار نہیں جہاں وہ اپنا گاؤں آباد کر سکیں اور پانی سے بچ سکیں۔ اب یہ کام میں یا آپ تو نہیں کر سکتے کہ زمینداروں سے زمین چھین کر ان غریبوں کو دے دیں۔ حکومت کو توجہ کرنی چاہیئے۔

پس میں نے انہیں ہدایت کی ہے کہ ''مساوات'' کو خط لکھیں کہ وہ اس امر کو شائع کرے یا اپنے کسی ذریعہ سے حکومت کو توجہ دلائے کہ اس طرح پاکستان کے کچھ دیہات تکلیف میں ہیں اور صرف حکومت اس تکلیف کو دور کر سکتی ہے کوئی اچھی جگہ سروے کر کے جہاں گذشتہ سال پانی نہیں آیا اور اب بھی نہیں آیا وہ جگہ منتخب کر کے انہیں دیں تا کہ وہ اپنا گاؤں آباد کریں اور سُکھ اور چین کی زندگی گذار سکیں۔ یہ ہماری ذہنیت اور رُوح ہے کہ ہم نے کسی کو دُکھ نہیں دینا بلکہ یہ کوشش کرنی ہے کہ جتنے بھی دُکھ ہمارے ذریعہ سے دور ہو سکیں وہ ضرور دور ہو جائیں۔ گذشتہ سال سیلاب کے دنوں میں اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا اور ہمارے دل اس کی حمد سے معمور ہیں کہ ہمارے نوجوانوں میں سے درجنوں بلکہ بیسیوں نے اپنی جانیں خطرے میں ڈال کر اُن لوگوں کی جانیں بچائیں جو جہالت کی وجہ سے ہر وقت ہماری اینٹ

سے اینٹ بجانے کے لئے تیار رہتے تھے کیونکہ اگر وہ اس نُور کو دیکھ لیں جو نور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آج مہدی علیہ السلام پر نازل ہوا ہے تو پھر تو سارے جھگڑے ہی ختم ہو جاتے ہیں۔

پس ہمیں خدا تعالیٰ نے بڑا عظیم وعدہ دیا ہے اور بڑی عظیم بشارت دی ہے کہ ہمارے ذریعہ ہم جو بالکل کمزور ہیں اور اس دنیا میں ایک دھیلہ بھی ہماری قیمت نہیں ہے۔ ہمارے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اسلام کو ساری دنیا پر غالب کرے گا اور جب دُنیا کے بادشاہوں کے جرنیل اس کے کروڑواں حصہ کارنامہ کرتے ہیں تو اُن کو بادشاہوں کی طرف سے انعام ملتا ہے تو وہ جو حقیقی بادشاہ اور عالمین کا بادشاہ ہے اُس کی خاطر سب جماعت کے افراد اور جماعت بحیثیت مجموعی یہ کام کرے گی اور دنیا میں اسلام کو غالب کرے گی اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیار دُنیا کے دل میں میخ کی طرح گاڑ دے گی تو جو تمام خزانوں کا مالک ہے اور بادشاہوں کا بادشاہ اور حقیقت میں ہے ہی وہی بادشاہ باقی تو سب یونہی ہیں۔ اُس کی طرف سے ہمیں کتنا بڑا انعام ملے گا جس کی ہم توقع رکھتے اور اُمید رکھتے ہیں۔ اس لئے غصہ میں نہ آیا کرو اور یہ سمجھو کہ خدا تعالیٰ نے جب بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ جو کہا تو اس وقت جو خدا تعالیٰ کے قہر کا ہاتھ حرکت میں نہیں آیا تو میرا کیا حق ہے کہ میرا ہاتھ خدا تعالیٰ کے منشاء کے خلاف حرکت میں آجائے؟ تو جب وقت آئے گا اور جس قدر وہ گرفت کرنا چاہے گا جن پر وہ ہلاکت کی گرفت کرنا چاہے گا اور جن کو دوسروں کے لئے عبرت کا مقام بنانا چاہے گا وہ خود اس کا انتظام کرے گا۔ ہمیں اس کی کوئی فکر نہیں جس چیز کی ہمیں فکر ہے وہ ہمارے اپنے نفوس اور اپنی جانیں ہیں کہ ہماری کسی کمزوری اور کسی غفلت کے نتیجہ میں ہمارا ربّ کریم ہم سے کہیں ناراض نہ ہو جائے خدا نہ کرے کہ کبھی ایسا ہو۔

خطبہ ثانیہ سے قبل حضور نے اپنی صحت سے متعلق فرمایا۔

میں نے پچھلے خطبہ میں بھی بتایا تھا کہ گرمی میں میرے خون کی شکر بڑھ کر بیماری بن جاتی ہے گرمی جب سے ہوئی ہے مجھے یہ تکلیف ہے۔ میں ابھی انگریزی دوائیاں استعمال نہیں کرتا۔ ہومیو پیتھک یا طبّ یونانی کی کوئی دوائی استعمال کر لیتا ہوں کیونکہ تدبیر کرنی ضروری

ہے۔ انگریزی دوائیاں اس لئے استعمال نہیں کرتا کہ اُن کی پھر عادت پڑ جاتی ہے اور خدا تعالیٰ مجھے توفیق دیتا رہے۔ کام میرے ایسے ہیں کہ جن میں کوئی عادت میرے ساتھ چل نہیں سکتی نہ کھانے کا کوئی وقت نہ کچھ یعنی کوئی بھی عادت مجھے نہیں پڑنی چاہیئے تو جس دوائی کی عادت پڑ جائے وہ پھر کام میں روک بنے گی اس لئے میں انگریزی دوائیوں سے بچ رہا ہوں ورنہ تو اگر خدا کا منشاء یہ ہو کہ انگریزی دوائیاں کھاؤ تو کھائیں گے۔ اس ہفتہ میں خون کی شکر پہلے سے کمی کی طرف مائل ہے لیکن ابھی کافی بیماری کی شکل میں ہے اس لئے دوست دُعا کریں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس بیماری کو دور کرے اور کام کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا کرے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۸؍ جولائی ۱۹۷۴ء صفحہ ۲ تا ۶)

❀❀❀